بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور (یو کے)

15 Stanley Avenue, Wembley , UK , HA0 4JQ

امام اور ناظم 020 8903 2689 — صدر 020 8524 8212

سیکریٹری 01753 692654 — دار الکتب 01753 675182

email: AAII@saziz.globalnet.com — Fax: 0870 131 9340

بلیٹن جولائی ۲۰۰۳ء

جون میٹنگ

السلام علیکم ۔ مہربانی فرما کر جماعت کی ہر میٹنگ میں خود شامل ہوں اور اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو بھی ساتھ لائیں ۔

جائے وقوع :۔ دار السلام

تاریخ :۔ ۶ جولائی ۲۰۰۳ء

وقت :۔ ۳ بجے سہ پہر

موضوع :۔ اسلام میں عبادت کا تصور

مشتاق علی ایم ایس سی

باقاعدہ سرگرمیاں

درسِ قرآن : ہر جمعہ شام ۳:۰۰ بجے

میٹنگ منتظمہ : ہر ماہ کی پہلی اتوار شام ۲ بجے

ماہوار اجلاس : ہر ماہ کی پہلی اتوار شام ۳ بجے

فہرست مضامین

اخبار احمدیہ — صفحہ ۱

مجید علی مرحوم — صفحہ ۲

محمد ہارون

حضرت امیر کا افتتاحی خطاب — صفحہ ۴

ابتدائی تعلیمات اسلام — صفحہ ۸

ڈاکٹر زاہد عزیز

اخبار

مجید علی صاحب وفات پا گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون

محترم ومکرم مجید علی ، جو جماعت احمدیہ لاہور کی گیانا اور انگلستان شاخوں کے بانی تھے ، وہ ۲۴ مئی ۲۰۰۳ء کو وفات پا گئے ۔ اُن کی عمر ۸۰ سال تھی اور وہ کافی عرصہ سے بیمار تھے ۔

پاکستان کے افسوسناک واقعات کے بعد ، جبکہ اُس ملک کی حکومت لوگوں کے دین و ایمان کے فیصلے کرنے کی مالک بن بیٹھی اور احمدی مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا ، لندن میں ایک کنونشن مُنعقد کی گئی ۔ اُس وقت تک ہم نے اپنے آپ کو بیرون پاکستان لاہوری احمدی جماعت بنائے بغیر صرف تبلیغِ اسلام کے لئے وقف کر رکھا تھا ۔ اب وقت آ گیا تھا کہ اِس فیصلے پر نظرِ ثانی کی جائے ۔

مرکز نے شیخ محمد طفیل صاحب مرحوم ، جو کہ لندن میں امام اور مُبلغ تھے ، کو ہدایت کی کہ یہاں ایک عمارت خریدی جائے جو کہ شاخِ انگلستان کا مرکز بن سکے ۔ ۵۶ لو نگلے روڈ ٹوٹنگ پر ایک عمارت خریدی گئی اور اِس کی افتتاح کے لئے اور دنیا بھر سے احمدی احباب سے صلاح مشورہ کرنے کے لئے کہ مستقبل کا لائحہ عمل کیا ہو ایک کنونشن مُنعقد کی گئی ۔ میں نے بھی اس کے ایک دو جلسوں میں شرکت کی ۔ کنونشن کے بعد اُس وقت کے وائس پریزیڈنٹ ، حضرت ڈاکٹر سعید احمد خانصاحب ، نے انگلستان کا دورہ کیا اور ہر ممبر سے ذاتی درخواست کی کہ وہ جماعت کی خاطر اپنے پیسے اور وقت کی قربانی دیں ۔

حضرت ڈاکٹر صاحب کی درخواست پر میں نے جماعت کی مساعی میں زیادہ حصہ لینا شروع کیا ۔ اس کے تھوڑا عرصہ بعد ہی شیخ محمد طفیل صاحب مرحوم نے مجھے جماعت کا سیکرٹری بننے کی دعوت دی ۔

پہلا کام جو میں نے ہاتھ میں لیا وہ جماعت کے آئین کی تدوین کر کے اِس کو ایک سٹیرنگ کمیٹی کو تقسیم کرنا تھا ۔ کچھ احباب کے اصرار پر ، اور اپنی مرضی کے خلاف ، میں نے اِس میں ایک شِق یہ بھی رکھی کہ غیر احمدی مسلمان مُنتظمہ کے عہدیدار تو نہیں لیکن ممبر بن سکتے ہیں ۔ سٹیرنگ کمیٹی کے پہلے اجلاس میں میں مجید علی سے متعرف ہوا اور انگریزی کے مشہور مقولے کے مطابق یہ ’’آگ سے بپتسمہ‘‘ تھا ۔ مجید کا اصرار تھا کہ گو ہر ایک کو مسجد میں داخلے اور ہمارے کھُلے جلسوں میں حصہ لینے کا حق ہے لیکن مُنتظمہ کا کنٹرول صرف بیعت شدہ احمدیوں کے ہاتھ میں ہی ہو گا ۔ کچھ ممبران نے کہا کہ اس طرح ہم کئی دوستوں اور ہمدردوں کی حمایت سے محروم ہو جائیں گے تو مجید نے جواب دیا کہ وہ واحد مخلص احمدی جو مصیبت کے وقت ہمارا ساتھ دے کو اُن ایک ہزار دوستوں پر ترجیح دیں گے جو مشکل وقت پڑتے ہی غائب ہو جائیں ۔ یہ شِق مجید علی کے اصرار اور شور مچانے پر رَد کر دی گئی اور میں نے سُکھ کا سانس لیا ۔

ایک دوسری خوبی جو میں نے مجید علی میں دیکھی وہ یہ تھی کہ اُنہیں تبلیغ کا جنون تھا ۔ اِس پہلی

میٹنگ میں بھی وہ اپنے ساتھ ایک اشتہار بعنوان What is Islam? ساتھ لائے تھے اور اُنہوں نے اس کی ایک ہزار کاپی چھاپنے کے لئے چندے کی اپیل کی۔ تبلیغ اسلام کے علاوہ ہر چیز کی حیثیت ثانوی تھی۔ یہ ایک ہزار بڑھ ہزار ہا ہو گئے اور اِن میں زیادہ تر مجید علی خود تقسیم کرتے تھے۔

اِس پہلی میٹنگ کے تھوڑا عرصہ بعد میں سٹرینڈ میں ایک دفتر میں مُنتقل ہو گیا۔ مجید علی ہلٹن ہوٹل میں شام کی شفٹ کرتے تھے۔ قریباً ہر روز وہ مجھے فون کرتے کہ کام کے بعد مجھے ملنا۔ اور ہم ہلٹن کے پیچھے گلی میں ملتے اور کئی کئی گھنٹے جماعتی امور اور تبلیغ کے متعلق بات چیت کرتے رہتے۔ اُس وقت مجھے علم ہوا کہ مجید علی نہ صرف قرآن کریم کے بلکہ عہد نامہ قدیم وجدید کے بھی حافظ تھے۔

جمعہ کے روز ہم لٹریچر لے کر سنٹرل لندن مسجد (ریجنٹ پارک) چلے جاتے اور وہاں تقسیم کرنے کی کوشش کرتے۔ ہر دفعہ بحث مباحثہ ہوتا اور زیادہ دفعہ لوگ ہمیں مارنے کو پڑتے اور پولیس آ کر ہماری خلاصی کرواتی۔ ہم اتوار کو ہائیڈ پارک کورنر لٹریچر تقسیم کرنے جاتے اور جب بھی ہمیں مسلمان وہاں ملتے تو وہی مار پٹائی کا قصہ دھرایا جاتا۔ کام پر جاتے ہوئے بھی مجید علی بیٹھنے کی بجائے گاڑی کے ایک ڈبے سے دوسرے ڈبے گھومتے رہتے اور لٹریچر بانٹتے رہتے۔ وہ لٹریچر دوسرے مُلکوں میں بھی بھیجتے اور اپنے ہاتھ سے ہر ماہ کئی کئی سو لفافوں پر پتے لکھ کر ڈاک میں ڈالتے۔ بعد میں اشتہار تقسیم کرنے والی کمپنیاں استعمال کر کے ۲۰۰،۰۰۰ اشتہار تقسیم کئے۔

ایک موقع پر مولانا نورانی اور پروفیسر شاہ فرید الحق نے مسلمانوں کو احمدیوں کے خلاف اُکسانے کے لئے انگلستان کا دورہ کیا۔ اُنہوں نے نورتھ لنڈن میں بھی کچھ میٹنگیں کیں جن میں مجید علی مرحوم اور میں موجود تھے۔ مجید علی نے کچھ سوالات بنا کر رکھے تھے۔ اُنہوں نے اُن میں سے کچھ سوال مجھے دئے اور کہا کہ یہ سوالات اِن مولانا حضرات سے پوچھو۔ ہم آج تک اُن سوالوں کے جواب کا انتظار کر رہے ہیں۔

مجید علی کسی بھی چیز کو تحقیق اور ٹھوک بجا کر دیکھے بغیر قبول نہ کرتے۔ وہ اُس لٹریچر سے جو ووکنگ مسلم مشن گیانا بھیجتا تھا متاثر ہو کر احمدی ہوئے۔ اُنہوں نے مجھے بتایا کہ جب اُنہوں نے حضرت مسیح موعود کو گالیاں دینے والوں اور بُرا کہنے والوں کا انجام دیکھا تو اُن کا ایمان اور بھی پکا ہو گیا۔ پھر بھی وہ سوال پر سوال کرتے تھے۔ جب میں نے اُنہیں مُختلف اولیاء اور علماء کی مُستند تحریریں دکھائیں جہاں اُنہوں نے اپنے لئے نبی یا رسول کا لفظ استعمال کیا تھا تو وہ ششدر رہ گئے۔ میں نے اُنہیں تسلی دی کہ ثبوت کے لئے میرے پاس اصل کتابیں موجود ہیں تو اُنہوں نے میری جان اُس وقت تک نہ چھوڑی جب تک کہ میں نے اس موضوع پر ایک چھوٹا سا پفلٹ نہ لکھا جس کا عنوان تھا 'کافر کون ہے؟' مجید علی صاحب نے اس کو چھپوایا اور جہاں جاتے وہ یہ تقسیم کرتے۔

دارالسلام کی خرید کے کچھ عرصہ بعد ہی مجید علی وہاں پہلی منزل پر ایک کمرے میں مُنتقل ہو گئے اور وہاں سے اپنا کام جاری رکھا۔ اُن کی نظر کمزور ہوتی جارہی تھی اور اِس کے علاوہ اُنہیں دوسری بیماریاں بھی تھیں جن کی وجہ سے وہ زیادہ چل پھر نہ سکتے تھے۔ اُنہیں افسوس ہوتا تھا کہ اب وہ لندن کے اردگرد دوسری جماعتوں کے دورے کر کے تبلیغ نہیں کر سکتے۔ پھر بھی وہ ہر وقت فون پر ہوتے اور لوگوں کو خطبوں اور تقریروں کے لئے حوالے دے رہے ہوتے اور اُنہیں تلقین وتبلیغ کرتے کہ وہ خود بھی قرآن اور دیگر مذہبی کُتب کا مطالعہ کریں۔

چودہ سال تک دارالسلام اُن کی دیکھ بھال ہماری بہن بانو انور نے کی۔ لیکن آخرکار اُنہیں ایک نرسنگ ہوم میں جانا پڑا اور وہیں اِس مُجاہد اسلام نے اپنی جان آفرین کے سپرد کی۔ میں دُعا گو ہوں کہ خدا تعالیٰ اُن کی قُربانیوں کو قبول فرمائے اور اُنہیں اِن کا بڑا اجر دے۔ (آمین)

شاہد عزیز

مجید علی میرا دوست

محمد ہارون

”دیکھ ہم کس طرح بعض کو بعض پر فضیلت دیتے ہیں اور یقینا آخرت درجات میں بڑھ کر اور فضیلت میں برتر ہے“ (بنی اسرآئیل، آیت ۲۱)

میں مجید علی کو بہت لمبے عرصے سے جانتا ہوں۔ ہم رُمویلڈٹ کی مسجد (گیانا، جنوبی امریکہ) میں نماز پڑھتے تھے۔ وہیں میں نے مجید علی کو ایکشن میں دیکھا۔ ایک جمعہ وہ کھڑے ہو گئے اور امام، جن کا نام ناصر احمد تھا، سے پوچھا کہ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ خطبہ انگریزی میں دیں۔ امام صاحب نے جواب دیا کہ منبر پر کھڑے ہو کر انگریزی بولنا حرام ہے۔ مجید نے پوچھا کہ خطبہ اردو میں کیوں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اردو بھی تو الہامی زبان نہیں۔ لیکن امام صاحب اپنی بات پر مُصر رہے۔ یہ جھگڑا کئی ماہ چلتا رہا جس دوران امام صاحب نے مجید کو خوب گالیاں دیں۔ آخر مجید علی، حسین غنی، ایم بی یاسین اور کچھ دوسرے احباب نے الگ ہو کر ایک نئی جماعت بنائی اور اُس کا نام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام رکھا۔

میں، مجید اور دیگر احباب ہمیشہ مُختلف تقریبات میں حصہ لیتے جیسا کہ شادی بیاہ، ماتم، قرآن خوانی وغیرہ اور وہاں مفت لٹریچر تقسیم کرتے۔ پرنٹنگ کا زیادہ تر خرچ مجید علی اور ایم بی یاسین اُٹھاتے۔ ممتاز یامین صاحب ہمیں مجید کی کار میں جو کہ ایک آسٹن کیمبرج تھی سارا گیانا گھوماتے اور مجید علی سارے اخراجات برداشت کرتے۔ سارے کام کے بعد کبھی ہم سمندر کی دیوار پر بیٹھ کر اپنے اگلے اقدام کی منصوبہ بندی کرتے اور کبھی ہم کلام الدین، جو کہ رحمان صاحب کے والد تھے، اور جن کی فورتھ سٹریٹ میں دوکان تھی، اُن کی دوکان میں فرائیڈ چکن کے ساتھ۔

ماہِ رمضان میں خواتین کی تنظیم کاروباری احباب سے رابطہ کرتی اور کپڑے، اشیاء

خوردنی اور پیسے اکٹھے کرتیں۔ عید کی صبح میں، مجید اور دوسرے احباب نماز سے پہلے یہ چیزیں لے کر نکل جاتے اور بنائے ہوئے پارسل مُختلف جماعتوں میں جگہ جگہ تقسیم کرتے تا کہ سب لوگ عید کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں۔ کئی دفعہ اِس کام میں اتنا وقت لگ جاتا کہ ہماری عید کی نماز بھی رہ جاتی لیکن مجید کہتا کہ کوئی بات نہیں عید کی نماز فرض نہیں واجب ہے۔

ہم لوگوں کے صحنوں میں اور درختوں پر بڑے بڑے اشتہاری بورڈ لگاتے تھے جن پر ہم اپنی جماعت اور اس کی مساعی کے متعلق اشتہار دیتے۔ لیکن دوسرے مسلمان اپنے ہمسائیوں سے لڑپڑتے کہ اُنہوں نے اپنے صحن میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے نام کے بورڈ لگانے کی اجازت کیوں دی۔ ہماری یہ مساعی ہمارے انگلستان آنے تک جاری رہی۔

انگلستان آنے کے بعد ہم نے باہم رابطہ رکھا اور یہاں بھی اپنا کام جاری رکھنے کی کوشش کی۔ مجید میں تبلیغ اسلام کا بڑا جوش تھا۔ ہم میں جو اُنہیں قریب سے جانتے تھے اُنہیں علم ہے کہ مجید اس بارے میں اپنی ہر بات منوانے پر اصرار کرتے۔

اُن میں ایک خوبی یہ تھی کہ وہ اپنے نکتہ نظر کے استدلال میں قرآن اور بائیبل کے حوالے دیتے تھے۔ کم از کم گیانا والوں میں وہ اس چیز میں سب سے بڑھ کر تھے۔ بہت سے احباب اُنہیں فون کر کے یا خط لکھ کر قرآن کی آیات کے حوالے اور اُن کی تفسیر پوچھتے۔ پھر بھی کئی جگہ جہاں ہم اکٹھے گئے وقتاً فوقتاً اُنہیں گندی گالیاں کیا بلکہ مارا پیٹا بھی گیا۔ لیکن یہ چیز اُنہیں اپنے کام سے باز نہ رکھ سکی جو وہ سمجھتے تھے کہ تبلیغ اسلام کے لئے ضروری ہے۔ وہ کہتے تھے کہ لوگوں کو صرف جسمانی ہی نہیں روحانی غذا کی بھی ضرورت ہے۔ اور اُن کے پاس جو روحانی غذا تھی وہ اُنہوں نے سب کے ساتھ بانٹی۔ لیکن اس کے باوجود اُن میں اِس بات کا ذرہ بھی غرور نہ تھا کہ اُن کے پاس اِتنا علم ہے۔ جو کچھ تھا وہ لوگوں میں بانٹتے رہے۔

ہم سب اپنے اعمال کے خود ذمہ دار ہیں۔ ہم اپنے اعمال کے نتائج دوسروں کے سر نہیں منڈھ سکتے۔ یومِ حشر کا مطلب یہی ہے کہ ہر ایک کو اپنا حساب خود دینا ہوگا۔ اسلام میں کسی دوسرے کا خون ہمارے گُناہوں کو نہ دھودے گا۔ ہر مسلمان اپنی نجات اور اپنے اعمال کے ثواب کا خود ذمہ دار ہے۔ اگر ہم اپنے ایمان واعمال کے نتائج سمجھ لیں تو ہم نے ایک بڑی کامیابی حاصل کر لی ہوگی۔

مجھے یقین ہے کہ مجید نے وہ اعلیٰ تر مقصد حاصل کر لیا ہوگا جو کہ قرآن کے اِن الفاظ میں دیا گیا ہے۔

’میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا رب ہے‘ (الانعام، آیت ۱۶۲)

دُعا ہے کہ وہ رحمان ورحیم ہماری دُعائیں قبول فرمائے اور ہمیں صراطِ مُستقیم عطا فرمائے۔

جاؤ میرے بھائی، ڈرو نہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں خوش آمدید کہیں گے۔

دعائیہ اجتماع دسمبر ۲۰۰۲ء

حضرت امیر کے افتتاحی ارشادات

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد آپ نے سورۃ العصر کی تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

’’زمانہ گواہ ہے کہ انسان نقصان میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرتے ہیں‘‘۔ (العصر ۱۰۳:۱ تا ۳)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں اپنے خطاب میں سب سے پہلے ملک سعید احمد صاحب کا نام لیتا ہوں جو ہمارے نہایت قابلِ قدر بزرگ ہیں، اور پھر میرا یہ خطاب نور اللہ محسن ثاقب سے بھی ہے۔ ملک سعید احمد صاحب ہمارے وہ بزرگ ہیں جو گذشتہ دو سال سے مجھ سے خط وکتابت کرتے رہے ہیں اور اپنی خوابوں اور کشوف کی بناء پر مجھے بار بار جماعت کی قیادت سنبھالنے کا کہتے رہے لیکن میں انکار کرتا رہا۔ نوراللہ ہمارے محترم ماموں عبدالغفور ثاقب صاحب کا پوتا ہے اور اس کو میں اس لئے خطاب کرتا ہوں کہ میں اس دن کا خواب دیکھ رہا ہوں کہ جب یہ بچہ بڑا ہوگا تو تحریک احمدیت موجودہ قانونی اور آئینی پابندیوں سے آزاد ہوگی اور اس کو اور باقی بچوں کو اپنی ماؤں کی گود میں آزاد ماحول میسر آئے گا۔ میں ان بچیوں اور ان خواتین سے بھی مخاطب ہوں جن کے گھروں میں ہماری احمدی امانتیں پرورش پا رہی ہیں کہ وہ ان کی نگہداشت اور پرورش کریں۔ وہ احمدیت کو ایک قابلِ فخر تحریک سمجھ کر یقین کے ساتھ اپنی اولادوں کے سامنے پیش کریں۔

میں نے سورت العصر کی تلاوت آپ کے سامنے کی ہے اس کے مضمون سے آپ سب بخوبی واقف ہیں۔

والعصر زمانہ کو بھی کہتے ہیں۔ کسی وقت کو بھی کہتے ہیں۔ دن اور رات کو بھی کہتے ہیں۔ نماز عصر کے وقت کو بھی کہتے ہیں۔ کسی ساعت کو بھی کہتے ہیں۔ کسی لمحہ کو بھی کہتے ہیں اور حال ہی میں حضرت علامہ حکیم مولانا نورالدین صاحب کی تفسیر کا مطالعہ کرتے ہوئے معلوم ہوا کہ نچوڑ کو بھی عصر کہتے ہیں۔ سب دینوں کے نچوڑ کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔ گزرتے ہوئے وقت کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے۔ صدیوں سے لے کر ایک سیکنڈ کے چھوٹے سے چھوٹے حصہ تک کو بھی عصر کہتے ہیں۔ انسان کے ذہن میں بھی وقت کا ایک تصور ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ اس کو موقع دیتا ہے کہ وہ صحیح فیصلہ کر لے۔ اور اگر اس وقت وہ غلط فیصلہ کرے تو انسان گھاٹے میں چلا جاتا ہے۔ قریب تھا کہ میں بھی ایک غلط فیصلہ کر لیتا۔ اور اب بھی میں یہ سوچتا ہوں کہ کیا میں نے یہ فیصلہ درست کیا ہے۔ لیکن جب میں یہ سوچتا ہوں کہ یہ فیصلہ میرا نہیں تھا بلکہ اس مجلس معتمدین کا فیصلہ تھا جس پر پوری جماعت کا اعتماد تھا تو مجھے تسلی ہوتی ہے۔ اگر پچاس ہاتھوں میں سے ایک ہاتھ بھی ایک سیکنڈ کے لئے میرے خلاف اُٹھ جاتا تو شاید مجھے یہ کہنے کا موقع مل جاتا کہ مجھ سے زیادہ اہل اس جماعت میں ہیں

ان کو موقع دیں۔ لیکن وہ وقت ایسا العصر تھا جس میں لوگوں نے اکٹھا اور مکمل سو فیصد متفقہ فیصلہ کیا اور اس میں ایک سیکنڈ کے برابر بھی کسی دل میں تامل پیدا نہ ہوا۔

میں نے یہ سوچا تھا کہ شاید یہاں سے میں رد کر دیا جاؤں گا یا پھر میں نے یہ سوچا تھا کہ شاید ہسپتال والے میری فراغت حاصل کرنے کی درخواست کو رد کر دیں گے اور میں اس ذمہ داری کو سنبھالنے سے بچ جاؤں گا۔ مجلس معتمدین کے اجلاس میں شریک ہونے سے پہلے میں نے دل میں یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر مجھے جماعت کے معتمد لوگوں نے انتخاب کر لیا تو میں ملازمت کو چھوڑ دوں گا۔ چاہے اس کی وجہ سے مجھے ایک پیسہ نہ ملے۔ یہ میرے لئے ایک گھاٹے کا سودا نہ ہوگا۔

میں نے یہ فیصلہ کسی مالی حساب کتاب کو پیش نظر رکھ کر نہیں کیا۔ میں نے جو سودا کیا ہے وہ میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے اور اگر حضرت علامہ حکیم مولانا نورالدین علیہ الرحمۃ ضائع نہیں ہوئے اور ایسا ہی سودا حضرت مولانا محمد علی صاحب علیہ الرحمۃ نے کیا اور وہ ضائع نہیں ہوئے۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب ضائع نہیں ہوئے۔ حضرت ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب ضائع نہیں ہوئے۔ حضرت ڈاکٹر اصغر حمید صاحب ضائع نہیں ہوئے۔ اس لئے مجھے اللہ تعالیٰ پر کامل یقین ہے کہ مجھے بھی وہ ضائع نہیں کرے گا۔

مجھے ہمیشہ آپ سب کا تعاون اور آپ کو ساتھ لے کر چلنے کی ضرورت ہے۔ میرے قوت بازو آپ ہیں۔ اکیلا ایک انسان عظیم الشان کام نہیں کر سکتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں میں آخری اور افضل ترین نبی تھے۔ ان کے بعد نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا نبی آئے گا۔ ہم ان کے نبی آخرالزمان ہونے پر کامل ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا یہ مشن ہونا چاہئے کہ اس پیغام کو گھر گھر پہنچا دیں کہ لاہور جماعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل طور پر آخری نبی مانتی ہے۔ جس کسی کو ہمارا عقیدہ بتایا جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ لاہور جماعت کے ان عقائد کا تو ہمیں علم نہ تھا۔ اس حقیقت کو ایک پیغام سمجھ کر اپنے ساتھ لے جائیں۔ مجددین کا سلسلہ جاری رہے گا۔

مجدد وقت حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اسلام کی دفاع اور اشاعت کا جو عظیم الشان کام شروع کیا۔ جماعت کے بزرگوں اور عمائدین نے اس کو جاری رکھا اور اس جماعت کی قیادت کی ذمہ داری پورے اخلاص، لیاقت اور جذبہ و جوش سے ادا کی۔ ہمارے گھروں میں ان کا ذکر برکت کا موجب سمجھ کر کیا جاتا ہے۔ ان بزرگوں اور عمائدین میں سے کوئی بھی باقاعدہ کسی مذہبی مدرسہ سے فارغ التحصیل نہ تھا۔ سب کو عشق رسول اکرم صلعم اور اللہ کی توفیق کی بدولت اور روحانی برکات کے طفیل علم اور بصیرت حاصل ہوئی تھی۔ ان کی آنکھیں کھلی تھیں، ان کے کان کھلے تھے۔ ان کے دلوں میں بصیرت تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو علم کی روشنی سے منور کر دیا تھا۔ میں بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے وہ ضروری علم عطا کر دے کہ میں آپ کی رہنمائی کر سکوں جس کی ذمہ داری مجھے سونپ دی گئی ہے۔

دنیا میں بہت سے پودے ہیں۔ ہماری جماعت کا یہ پودا بھی نہایت برکت والا پودا ہے۔ یہ اللہ کے امام کا لگایا ہوا پودا ہے اور اس نے بڑھنا ہے۔ ہم اس کی خاطر کچھ کریں یا نہ کریں۔ اس نے ہر حال میں بڑھنا ہی بڑھنا ہے اور اس حقیقت کی تشبیہ چین کے اس بانس کے درخت سے دیتا ہوں جس کو Chinese Bamboo Tree کہتے ہیں اور وہ اس کو ایک معجزہ سمجھتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس درخت کی خاصیت یہ ہے کہ جب اس کو لگایا جاتا ہے تو پہلے سال اس کا تنا جتنا زمین سے باہر نکلا ہوا ہوتا ہے اتنا ہی جڑوں کی شکل میں زمین کے اندر ہوتا ہے۔ دوسرے سال اس کا تنا باہر تو اتنا ہی رہتا ہے لیکن زمین کے اندر اس کی جڑیں زیادہ پھیل جاتی ہیں۔ تیسرے اور چوتھے سال بھی تنے کی کیفیت زمین کے اوپر یکساں رہتی ہے یعنی تنا اتنے کا اتنا ہی رہتا ہے لیکن زمین کے اندر اس کی جڑیں پھیلتی اور گہری ہوتی جاتی ہیں لیکن پانچویں سال اس کا زمین کے اوپر والا تنا یکدم ایک سال میں ۸۰ فٹ لمبائی حاصل کر لیتا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ چھوٹا سا پودہ جو موجودہ نامساعد حالات کی وجہ سے بظاہر اتنا ہی نظر آ رہا ہے لیکن اب اس کو چین کے بانس کے درخت کی طرح ۸۰ گنا بڑھ کر دکھانا ہے اور اس میں مجھے آپ سب کے مجاہدہ اور تعاون کی ضرورت ہے۔ آپ کی قیادت جو مجھے سونپی گئی ہے، اس کے متعلق میں اپنے اندر احساس ذمہ داری اور اللہ تعالیٰ کے فضل کا طلبگار رہنے کی التجا کی کیفیت کو بیان کرنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کے چند اشعار پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

فضل کے ہاتھوں سے اب اس وقت کر میری مدد
کشتی اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار
میرے سقم و عیب سے اب کیجئے قطع نظر
تا نہ خوش ہو دشمنِ دیں جس پہ ہے لعنت کی مار
یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کی بندوں کی سن لے پکار
تیرے ہاتھوں سے میرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ فتنہ کا قدم بڑھتا ہر دم سیل وار
اک زمانے کے بعد آئی ہے یہ ٹھنڈی ہوا
پھر خدا جانے کہ کب آوے یہ دن اور یہ بہار
اے خدا کمزور ہیں ہم اپنے ہاتھوں سے اٹھا
ناتواں ہم ہیں ہمارا خود اٹھا لے سارا بار

اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار ہیں جو عنقریب اس میں آ ملیں گی۔ اب جیسے جیسے وقت گزرے گا اور لوگ آپ کے ساتھ شامل ہوتے جائیں گے۔ کوئی امریکہ سے خبر آئے گی تو کوئی مصر سے خبر آئے گی تو کوئی مشرق وسطیٰ سے خبر آئے گی۔ ہر جگہ سے خبر آئے گی۔ آپ کو نظر آئے گا کہ فوجیں تیار ہیں جو آپ سے آ ملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا وعدہ ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ میں دعا کرتا ہوں کہ ہر ایک سائل جو اس روحانی مجلس کے لئے سفر اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کے ساتھ ہوگا اور اس کو عظیم اجر بخشے گا اور اس پر رحم کرے گا اور اس کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اس پر آسان کر دے گا۔ اس کے غم دور فرما

دے گا اور اس کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت فرمائے گا اور اس کی مرادوں کے پورے ہونے کی راہ کھول دے گا اور روز آخرت اپنے ان بندوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا جن پر اس کا فضل اور رحم اور انعام نازل ہو گا اور سفر کے اختتام پر ان کا حامی و ناصر ہو گا۔ اے رحیم و کریم اور مشکل کشا خدا یہ تمام دعائیں قبول فرما اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کیونکہ ہر قوت کے عطا کرنے کا اختیار تجھ ہی کو ہے۔

میرا ذاتی پس منظر کچھ یوں ہے کہ میں کوئی دین کا طالب علم نہیں۔ پیشے کے لحاظ سے میں ڈاکٹر ہوں۔ جب میں کالج میں داخل ہوا تو صرف سیکنڈ ڈویژن والے داخلہ کے لئے درخواست دے سکتے تھے اور میں بمشکل سیکنڈ ڈویژن حاصل کر سکا کیونکہ میں اپنا زیادہ وقت باڈی بلڈنگ، ڈرامہ، الیکشن وغیرہ میں صرف کرتا رہا۔ تو نمبر تو اتنے ہی آنے تھے اور اگر اس میں ایک نمبر کی بھی کمی آ جاتی تو میں داخلہ نہ لے سکتا۔ اگر میں ڈاکٹر کا بیٹا نہ ہوتا اور ڈاکٹر کے بیٹوں کے لئے مخصوص سیٹ نہ ہوتی تو میں داخلہ نہ لے سکتا۔ اس حالت میں مَیں نے اپنی تعلیم شروع کی۔ تب میں نے ایک پکا ارادہ باندھ لیا اور اس ارادہ کی بدولت میں نے ڈاکٹری بھی پاس کی۔ پروفیسر کے عہدہ تک پہنچا۔ اپنے شعبہ کا سربراہ بھی بنا دیا گیا۔ ایم آر سی پی کی اعلیٰ ڈگری بھی انگلستان سے حاصل کی۔ رائل کالج آف فزیشن، لندن اور پاکستان کی فیلوشپ کی اعزازی ڈگریاں بھی مجھے عطا کی گئیں۔ میڈیکل پوسٹ گریجوایٹ کے امتحانات کا ایگزامینر بھی بنا۔ میڈیکل ورکشاپ کا ماسٹر ٹرینر بھی بنایا گیا۔ میڈیکل فیکلٹی اور شعبہ تعلیم کالج آف فزیشن اینڈ سرجنز پاکستان کی کونسل کے ۱۶ ممبران میں شمولیت بھی نصیب ہوئی۔ ایف سی پی ایس کے امتحانات کے انعقاد کرنے والے پاکستان بھر سے جو تین ممتاز ڈاکٹروں کا انتخاب کیا جاتا ہے ان میں مجھے بھی شامل کیا گیا۔ میڈیکل کالج ایبٹ آباد کا پرنسپل بھی بنایا گیا اور احمدی ہونے کی وجہ سے تین دن پرنسپل رہنے کے بعد مجبوراً مجھے اس منصب کو چھوڑنا پڑا۔

اب آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری کس کس رنگ میں نصرت فرمائی اور ترقی عطا فرمائی۔ اور یہ جو قرآن مجید میں آتا ہے کہ ایک دانہ ڈالو تو اللہ تعالیٰ اس سے سو دانے اگاتا ہے۔ تو اس جماعت سے تعلق قائم رکھنے کی وجہ سے جو مشکلات مجھے پیش آئیں لیکن اس کے خاص فضل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس میں مجھے صبر اور استقامت عطا فرمائی۔ اب میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں اس طالب علم کی طرح جس کو بمشکل سیکنڈ ڈویژن لے کر داخلہ ملا تھا اور اب مجلس معتمدین نے بھی مجھے کھڑا کیا ہے اور ایک بھاری ذمہ داری کا بوجھ میرے کمزور کندھوں پر ڈال دیا ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اسی لگن اور محنت سے آپ کی جماعت کی فیلوشپ بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا اور میری اس کوشش میں آپ کی دعائیں اور بھرپور تعاون ہر قدم پر میرا ساتھ دیں گی۔

بے شمار لوگوں نے مجھے امیر بننے کو کہا میں نے انکار کیا کیونکہ دنیاوی آسائش اور ترقی کے مواقع اور ایک روشن مستقبل بڑی کشش رکھتے ہیں۔ میرے سامنے پروفیسری تھی۔ میرے سامنے ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن جو کہ ایک بین الاقوامی ادارہ ہے اس میں عہدہ ملنے کی توقعات تھیں۔ میرے سامنے مستقبل میں ملنے والے اونچے گریڈ تھے۔ اور کئی امتیازی اور اعزازی مراعات اور مقامات تھے اور یہ میری راہ میں رکاوٹ بن رہے تھے۔ لیکن جب میں نے رمضان کی بابرکت راتوں میں اللہ تعالیٰ سے راہنمائی کی التجا کی اور دین حق کی راہ پر قائم رہنے اور استقامت کی توفیق کی دعا کی تو میں ایک خواب دیکھتا ہوں کہ میں ایک بہت بڑی چٹان پر بیٹھا ہوا ہوں جو بُری طرح ہل رہی ہے اور مجھے اس پر اپنے آپ کو قائم رکھنا مشکل ہو رہا ہے۔ چٹان کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف حرکت کر رہی ہے اور میں بار بار بمشکل اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کرتا ہوں۔ ایک شخص دور سے میری طرف آتا ہے اور میں سوچتا ہوں کہ یہ بھی مجھے امیر بننے کو کہے گا۔ اس نے آ کر مجھ پر ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا کہ تم دوسروں کا نام کیوں لیتے ہو۔ خود اس ذمہ داری کو کیوں نہیں سنبھالتے۔ اس کے بعد اور لوگ بھی آتے جاتے ہیں اور اس چٹان پر چڑھتے جاتے ہیں اور یکدم یہ چٹان جو بُری طرح ہل رہی تھی سکون کی حالت میں آ جاتی ہے اور میں ان لوگوں کو جو میرے ساتھ چٹان پر ہیں بچپن میں سنی ہوئی ایک کہانی سناتا ہوں کہ ایک چرواہا تھا۔ جب وہ ایک خاص چٹان پر بیٹھ جاتا تو ایسے فیصلے کیا کرتا تھا جو درست ہوتے تھے اور حکمت سے بھرپور ہوتے تھے لیکن جب وہ اس چٹان سے اتر جاتا تو پھر پہلے کی طرح اپنی بکریوں کے پیچھے چل پڑتا۔ پھر میں خواب میں آل عمران آیت ۲۶ کی دعا کے شروع کے الفاظ (یعنی اے اللہ! ملک کے مالک تو جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے۔) کی تلاوت کرتا ہوں اور مجھ پر سخت رقت کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور ابھی میں آیت کو ختم نہیں کر پاتا تو میری آنکھ کھل جاتی ہے اور میں بقیہ حصہ پڑھ کر مکمل کرتا ہوں۔

جن لوگوں کو خوابوں کی کیفیت اور ان کی تعبیر کا علم ہے۔ جب ان سے میں نے مشورہ لیا تو معلوم ہوا کہ چٹان ایک قوم اور ایک سلسلہ کی علامت ہوتی ہے۔ اس پر بیٹھنا بھی ایک ایسی علامت ہے جس میں ایک منصب کا سنبھالنا اور اس کے لئے علم کا عطا کرنا بھی ہے۔ جو شخص خواب میں دوسرے لوگوں کو کوئی کہانی بیان کرتا ہے وہ بھی لیڈرشپ کی علامت ہوتی ہے۔ جو خواب میں قرآنِ مجید کی سورت آل عمران کی آیت ۲۶ پڑھتا ہے وہ بھی لیڈرشپ کی علامت کا اظہار ہوتا ہے۔ جو خواب میں یہ ساری آیت جو اسے زبانی یاد ہو اور تلاوت کرے تو اس پر مثبت رنگ میں یہ عنایات عطا کی جاتی ہیں جن کا اس دعا میں ذکر ہے۔ اور جس کو یہ حفظ نہ ہو تو وہ ان عنایات سے محروم رہتا ہے۔ اور چونکہ مجھے یہ آیت یاد تھی تو مجھے ذمہ داری سنبھالنے کے متعلق رہنمائی ملی اور میرے دل میں اس بارے میں جو کمزوری تھی وہ دور ہوگئی اور مجھ میں امید اور حوصلہ بڑھا۔ صبح اٹھ کر میں نے جو فیصلہ کیا ہوا تھا کہ میں امارت کی ذمہ داری نہیں قبول کروں گا بدل

دیا اور اس خواب کی بنا پر جو الٰہی رہنمائی مجھے حاصل ہوئی میں آج آپ کے سامنے کھڑا ہوں اور آپ سے یہ درخواست اور التجا کرتا ہوں کہ مجھے اپنی دعاؤں میں روزانہ یاد رکھیں اور مجھے ہمیشہ اس نظر اور فکر سے یاد کریں اور یقین کریں کہ یہ دعا درحقیقت ہماری پوری جماعت کے لئے ہوگی۔

ہماری ایک خاتون جو ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف میں بیٹھی تھیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس دوران میں آپ نے سب سے زیادہ کس کے لئے دعا کی تو انہوں نے کہا کہ سب سے زیادہ دعا میں نے آپ کے لئے کی کیونکہ اب آپ ہماری جماعت کے سربراہ ہیں۔ اسی طرح آپ میں سے ہر ایک اپنی دعائیں کرتے ہوئے مجھے ضرور بالضرور یاد رکھے۔

ایک استاد ہونے کے ناطے سے مجھے اور میری طرح دوسرے لوگ جو اس پیشہ سے منسلک ہیں یہ جانتے ہیں کہ پہلے مقصد متعین کیا جاتا ہے اور پھر اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔ وسائل اور کام کے اہل لوگوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔ ہماری جماعت کا مقصد تو پہلے ہی متعین ہو چکا ہوا ہے وہ مقصد اور لائحہ عمل حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتب اور ارشادات میں کامل یقین اور مضبوط دلائل کے ساتھ بیان کر دیا ہوا ہے کہ صحیح اسلام کی اشاعت و تبلیغ ہی ہمارا سب سے اولین اور بنیادی مقصد ہے۔ ہمارا یہ بھی ایک اہم مقصد ہے کہ ہم انفرادی طور پر اور من حیث القوم تقویٰ کو اپنی روزمرہ زندگی میں پیدا کریں اور لوگوں کے لئے نمونہ ثابت ہوں اور ہماری ہر جماعت اور ہماری ہر جامع لوگوں کے لئے مشعل راہ ہو۔ اس جماعت کی اصلاح، اور اس کو زیادہ منظم کرنا ہے اور اس کے لئے فلاح و بہبود کے منصوبوں پر عمل کرنا ہے۔

جب ہم نے اپنے لئے مقاصد کا تعین کر لیا تو اب اس کے لئے حکمت عملی کا منصوبہ تیار کرنا ہو گا۔ اس کو جدید زبان میں Instructional Strategy کہتے ہیں یعنی کسی منصوبہ کو مکمل کرنے کے لئے حکمت عملی کا اختیار کرنا۔ منصوبہ کی کچھ باتیں میں نے ابھی بیان کر دی ہیں۔ اس میں ملک کے اندر اور ملک سے باہر افراد اور جماعتیں بھی شامل ہونگیں اس کے بعد ان مسائل کا جائزہ لینا ہوگا اور پھر ان مسائل کا حل تلاش کرنا ہو گا۔ ہمیں اپنی مرکزی جماعت کو ماسٹر گلینڈ سمجھنا چاہئے یعنی جسم میں وہ اہم غدود جو جسم کے دوسرے غدود کو حرکت میں لاتا اور انسانی حیات کا ان پر انحصار رہتا ہے اسی طرح مرکزی جماعت کے ذریعہ ملک کے اندر اور ملک سے باہر جماعتیں قوت اور رہنمائی حاصل کریں گی۔ حالات کا نئے سرے سے جائزہ لینا ہو گا تا کہ بنیادی مقاصد کے حصول میں جو کمی رہ گئی ہے۔ اس کو دور کیا جا سکے۔

اب یہ کام کافی حد تک آسان ہو گیا ہے۔ ہمارے پاس کمپیوٹر ہے، انٹرنیٹ کی سہولت ہے۔ اس کے ذریعہ ہر قسم کی رہنمائی اور تفصیلات حاصل ہو جاتی ہیں۔ گذشتہ ایک ماہ میں مجھے دنیا میں ہماری جماعتوں کی طرف سے اور انفرادی طور پر بے شمار خطوط ملے۔ ان سب کو میں خود تو کمپیوٹر کھول کر پڑھ کر جواب نہ دے سکتا تھا لیکن میں اپنے بیٹے عبیداللہ سعید کا شکر گذار ہوں کہ وہ ہر روز صبح مجھے ہر ایک خط اور پیغام کو پڑھ کر سناتا اور میری ہدایت کے مطابق ہر ایک کو جواب دے دیتا اور اس طرح مجھے ہر ایک کو جواب دینے کی توفیق ہوئی اور یوں جنوبی افریقہ، فجی، انڈونیشیا، نیوزی لینڈ، امریکہ، کینیڈا، انگلستان، آسٹریلیا، ہالینڈ، ٹرینیڈاڈ، گیانا، سرینام اور دیگر ممالک سے میرا رابطہ انٹرنیٹ کے ذریعہ قائم ہوا۔

عیدالفطر کے مبارک موقع پر میں نے عید مبارک کے پیغامات انٹرنیٹ کے ذریعہ تمام اندرونی اور بیرونی جماعتوں کے لوگوں کو ارسال کئے اور اس میں میری بڑی معاونت میرے بیٹے ڈاکٹر مجاہد سعید نے کی جو اس وقت انگلستان میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ ان پیغامات کے جواب آئے اور کچھ لوگوں نے اپنے مشورے بھی دیئے۔ مثلاً اوک لینڈ، نیوزی لینڈ کی جماعت نے درس قرآن کے لئے انتظام کی درخواست کی اور کہا کہ محترم شوکت علی صاحب کا انتظار ہے۔ میں نے انہیں لکھا کہ ان کے انتظار میں نہ بیٹھے رہیں بلکہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کی انگریزی تفسیر اور حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی ''انوار القرآن'' اور محترم نصیر احمد فاروقی صاحب کے قرآنی درس جن کے انگریزی تراجم ابھی حال ہی میں شائع ہوئے ہیں مطالعہ کریں۔ کچھ لوگ اپنے آپ کو رضاکارانہ طور پر اس کام میں لگا دیں اور درس قرآن کو شروع کر لیں۔ ہم بھی اس سلسلہ میں تعاون کریں گے۔ تا کہ اس طرح درس قرآن کا سلسلہ دیگر ممالک کی جماعتوں میں باقاعدگی سے چلے۔

آج انٹرنیٹ پر ہر قسم کا علم اور تفصیلات مہیا ہیں۔ اوہائیو جماعت، امریکہ اور مرکزی انجمن کی روٹرڈیم (ہالینڈ) کی دو ویب سائٹس کام کر رہی ہیں جن پر سلسلہ کی تقریباً ہر اہم اردو اور انگریزی کتاب، کتابچے اور مضامین موجود ہیں۔ ان میں دن بدن مزید مواد شامل ہوتا رہتا ہے ان سے بھرپور فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس دور میں اکثر گھروں میں کمپیوٹر موجود ہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ مذکورہ دونوں ویب سائٹس پر بچوں کے ساتھ کم از کم ۱۵ سے ۲۰ منٹ تک ضرور گذاریں تا کہ آپ خود اور بچوں کو بھی اسلام اور سلسلہ کے متعلق آگاہی ہو اور یہی پیغام تمام جماعتیں اپنے لوگوں تک پہنچائیں تا کہ اس طرف توجہ پیدا ہو۔

بچوں اور خواتین کی تعلیم و تربیت اور رشتہ ناطے کی طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں ابتدائی کام شروع ہو گیا ہے۔ میں نے ایک پروفارمہ تیار کیا ہے جس میں ہر فیملی کے افراد کے نام، عمر، تعلیمی قابلیت، ملازمت کی نوعیت اور دیگر تفصیلات درج کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ میری درخواست ہے کہ آپ اس کو پوری توجہ سے بھر کر دفتر میں دے کر جائیں۔ اور اسی طرح پورے ملک میں ممبران اس کو بھر کر ہمیں دیں تا کہ ان تفصیلات کی روشنی میں ہم کوئی منصوبہ بندی کر سکیں۔

لائبریری میں موجود کتب کو کمپیوٹر پر لانا ہے تا کہ نہ صرف یہاں بلکہ دوسرے شہروں اور ملکوں میں لوگوں کو ان میں موجود کتب کی تفصیلات کا علم ہو سکے اور لوگ اس سے فائدہ

اٹھا سکیں۔ مرکزی لائبریری کے انچارج محترم قاضی عبدالاحد صاحب ایک کمپیوٹر جیسا ذہن رکھتے ہیں جن کو تمام کتب اور ان میں موجود مضامین کا خوب علم ہے اور وہ لوگوں کی اس لحاظ سے بڑی خدمت کرتے ہیں۔ ہمیں ان کے ذہن میں موجود تمام ذخیرہ کو کمپیوٹر کی ہارڈ ڈسک میں منتقل کرنا ہے اور اس طرح دنیا میں کسی کو کوئی حوالہ چاہئے ہو تو ہم اس قابل ہوں کہ ہم جلد سے جلد اس کو یہ حوالہ انٹرنیٹ کے ذریعہ مہیا کر سکیں۔ ویسے تو اکثر کتب کمپیوٹر پر آ چکی ہیں لیکن ابھی بھی کئی کتب ہیں جن کو ہم فوٹو کاپی کر کے لوگوں کو مہیا کر سکتے ہیں۔

میں نے کچھ نوجوانوں کو اس کام پر لگا دیا ہے کہ وہ احمدیت کے بارے ایسے سوالات یا اعتراضات کی فہرست تیار کریں جو کثرت سے پوچھے جاتے ہیں۔ ان کے جوابات حوالہ جات کے ساتھ تیار کر کے ویب سائٹ پر مہیا کر دیئے جائیں۔ تا کہ سوال کرنے والوں کو ازخود یہ جوابات مہیا ہو جائیں اور فرداً فرداً لوگوں کو جوابات ارسال کرنے کی بجائے جسمیں کافی وقت بھی لگ جاتا ہے اور تفصیلات میں تشنگی بھی رہ جاتی ہے، یکجا طور پر جوابات مکمل تفصیل اور حوالوں کے ساتھ ہر وقت موجود رہیں اور لوگوں کو انتظار نہ کرنا پڑے۔

اسی طرح باہم رابطہ پر خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اور بیرونی جماعتوں کو اس سلسلہ میں خاص اہمیت دیں۔

اس سال میرے دو بچے انگلستان روانہ ہوئے ہیں۔ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ ہم دونوں میاں بیوی ان دونوں بیٹوں اور جو بیٹا ہمارے پاس ہے، ان کے متعلق سوچتے نہیں۔ کوئی ایسا دن نہیں ہوتا کہ ہماری خواہش ہوتی ہے کہ وہ فون پر ہم سے بات چیت کریں یا انٹرنیٹ کے ذریعہ ان سے رابطہ ہو۔ ان کی طرف سے کوئی خط آ جائے یا کوئی اطلاع ملے۔ تو یہ جو ساری دنیا میں ہمارے بھائی، بہنیں اور بچے بکھرے پڑے ہیں ان کے لئے ہمارے دل کیوں بے تاب نہیں ہوتے کہ ہم ان کے متعلق باخبر رہیں، ان کے لئے سوچ بچار کریں کہ ان کے مسائل میں ہم کس کس طرح مدد و معاون ہو سکتے ہیں، ان کی فکر کریں اور اس طرح ان کو بھی ہم سے رابطہ رکھنے اور ہمارے منصوبوں سے آگاہی اور ان میں مدد کے لئے بے تابی اور فکر ہونی چاہئے۔ یہ فکر اور بے تابی تبھی پیدا ہو گی جب رابطہ کے مختلف ذرائع کو اختیار کیا جائے گا اور باہم محبت اور تعاون کے طریقوں کو تلاش کر کے ان پر عمل کیا جائے گا۔ ہمیں بحیثیت احمدی ایک تشخص قائم کرنا ہے اور اس پر فخر کا احساس پیدا کرنا ہے۔

میں اس دعائیہ اجتماع میں نوجوانوں کو بھرپور حصہ لیتے دیکھتا ہوں تو بے حد خوشی ہوتی ہے۔ ان کی صلاحیتوں اور جذبوں سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہئے۔

جماعتوں میں درس قرآن مجید، باجماعت نمازوں کی پابندی اور دینی علم حاصل کرنے اور اس کی تعلیم کے لئے خاص کوشش اور انتظام کئے جائیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ فجر کی نماز میں مسجد تقریباً بھری ہوئی تھی۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ آئندہ اگر مسجد سے باہر بھی نمازیوں کی صفیں ہوں تو یہ ایسی بات ہوگی جس سے ترقی کے آثار نظر آئیں گے۔ اسی طرح جماعت کے تمام کاموں میں ترقی کے آثار نظر آنے چاہئیں۔ محض کہہ دینے یا لکھ دینے سے بات بنتی نہیں لوگوں کو کچھ نظر آنا چاہئے۔ عین الیقین کی کیفیت ہونی چاہئے۔ اس سے جماعت کے لوگوں اور کارکنوں کے حوصلے بلند ہوتے ہیں۔ آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

میں نے شروع میں ملک سعید احمد صاحب کا ذکر کیا تھا۔ ایسے لوگوں کے وجود جن سے خدا کا تعلق ہے، ہمارے لئے بابرکت ہیں، ان کی قدر کرنی چاہئے۔

آج سے تقریباً ایک سال قبل اسی جگہ میں نے ان سے ملاقات کی تھی اور التجا کی تھی کہ کس طرح مجھے اللہ کا قرب حاصل ہو اور اس سے محبت کے جوش سے میرا دل بھر جائے۔ تو ملک صاحب نے فرمایا تھا کہ تہجد نہ چھوڑنا اور اس میں کثرت سے درود شریف پڑھنا۔ اللہ نے توفیق دی اور میں نے ان کی ہدایت پر سال بھر عمل کیا اور میں نے اس کے اثرات اپنی زندگی میں دیکھے۔ ملک صاحب کی بات کا مجھے بہت فائدہ ہوا اور آخرت میں بھی انشاء اللہ اس کی برکات نصیب ہوں گی۔

جس خواب کا اب میں ذکر کرنے لگا ہوں گو میں ذاتی طور پر خوابوں کا بیان کرنا پسند نہیں کرتا لیکن کئی خواب ایسے ہوتے ہیں جن کا تعلق دوسروں سے ہوتا ہے تو ایسے خواب کے بیان سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچتا ہے۔ خواب یہ ہے کہ میں دارالسلام کالونی میں ایک نہایت عمدہ، صاف، روشن اور انتہائی سلیقہ سے سجے سجائے دفتر میں بیٹھا ہوا ہوں۔ اس کے اردگرد بہت سے نہایت خوبصورت سرسبز سدا بہار پودے رکھے ہوئے ہیں جو بڑے دلکش نظر آ رہے ہیں۔ ان کے مختلف سائز ہیں۔ کوئی بڑے ہیں، کوئی درمیانے ہیں اور کوئی بہت چھوٹے ہیں۔ میں ان کو ایک بڑے ڈول سے پانی دے رہا ہوں اور دل میں یہ کہتا ہوں کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے بھی نہیں ڈرتے اور رسول اکرم صلعم کے پودوں کو سوکھا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہاں کچھ نہایت چھوٹے چھوٹے پودے بھی ہیں جن کو میں پانی دیتے ہوئے ڈرتا ہوں کہ کہیں زیادہ پانی دینے سے ان کو نقصان نہ پہنچے۔ تو پھر خواب میں ہی سوچتا ہوں کہ میری بیوی جن کو پودوں کا بہت شوق ہے ان سے مشورہ لے لوں کہ میں ان ننھے منے پودوں کو کس طرح پانی دوں تا کہ ان کو نقصان نہ پہنچے کیونکہ ان کو پودوں کی دیکھ بھال کا کافی تجربہ ہے۔ میں مزید تفصیل بیان نہیں کرتا۔ بہرحال ہم دیکھتے ہیں کہ رسول اکرم صلعم کی امت میں بڑے ایمان والے پودے ہیں۔ درمیانے ایمان والے پودے بھی ہیں اور یہ چھوٹے بچے بھی ہیں جنہوں نے ایمان میں جوان ہونا اور ترقی کرنا اور خدمت دین میں بڑے بڑے کام سرانجام دینے ہیں۔ ایسے پودے اس میں بھی ہیں۔ اور ہمارے اردگرد بھی ہیں۔ ہم ان کی روحانی تربیت کا بندوبست کریں اور ان کی پرورش میں اپنے تمام وسائل خرچ کر دیں۔ اور رسول اکرم صلعم کے وہ پودے جن کو غیر دینی طاقتیں چرانا چاہتی ہیں ان ظالموں سے ان کو بچانا ہے۔

مجھے ہمیشہ آپ سب کا تعاون اور آپ کو ساتھ

لے کر چلنے کی ضرورت ہے۔ میرے قوت بازو آپ ہیں۔ اکیلا ایک انسان عظیم الشان کام نہیں کر سکتا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نبیوں میں آخری اور افضل ترین نبی تھے۔ ان کے بعد نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا نبی آئے گا۔ ہم ان کے نبی آخرالزمان ہونے پر کامل ایمان رکھتے ہیں اور ہمارا یہ مشن ہونا چاہئے کہ اس پیغام کو گھر گھر پہنچا دیں کہ لاہور جماعت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل طور پر آخری نبی مانتی ہے۔ جس کسی کو ہمارا عقیدہ بتایا جاتا ہے وہ کہتا ہے کہ لاہور جماعت کے ان عقائد کا تو ہمیں علم نہ تھا۔ اس حقیقت کو ایک پیغام سمجھ کر اپنے ساتھ لے جائیں۔ مجدد دین کا سلسلہ جاری رہے گا۔''

''حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ میں دعا کرتا ہوں کہ ہر ایک سائل جو اس روحانی مجلس کے لئے سفر اختیار کرتا ہے تو اللہ اس کے ساتھ ہو گا اور اس کو عظیم اجر بخشے گا اور اس پر رحم کرے گا اور اس کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اس پر آسان کر دے گا۔ اس کے غم دور فرما دے گا اور اس کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت فرمائے گا اور اس کی مرادوں کے پورے ہونے کی راہ کھول دے گا اور روز آخرت اپنے ان بندوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا جن پر اس کا فضل اور رحم اور انعام نازل ہو گا اور سفر کے اختتام پر ان کا حامی و ناصر ہو گا۔ اے رحیم و کریم اور مشکل کشا خدا یہ تمام دعائیں قبول فرما اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کیونکہ ہر قوت کے عطا کرنے کا اختیار تجھ ہی کو ہے۔''

(گزشتہ سے پیوستہ)

نوجوانوں کے لئے

بُنیادی تعلیمِ اسلام

ڈاکٹر زاہد عزیز

'اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تمھارے لئے روزے ضروری ٹھیرائے گئے ہیں جیسے کہ اُن لوگوں کے لئے ضروری ٹھیرائے گئے جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم متقی بنو۔ . . اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق پوچھیں تو میں قریب ہوں میں دُعا کرنے والے کی دُعا کو جب وہ مجھے پُکارتا ہے قبول کرتا ہوں' (البقرۃ، ۱۸۳تا۱۸۶)

۶۷: روزہ، جس کا اسلام نے حُکم دیا ہے، وہ کیا ہے؟

روزہ رکھنا ٹریننگ کی ایک قسم ہے تا کہ انسان اپنی خواہشات پر قابو پانا سیکھ کر غلط کاموں سے بچ سکے۔ یہ ایک مقررہ معیاد کے لئے انسان کی بُنیادی خواہشات سے اجتناب پر مشتمل ہے جیسا کہ کھانے پینے یا جنسی تسکین کی خواہش اور اپنی ضروریات نظرانداز کر کے اپنے آپ کو دوسروں کی مدد اور خدمت میں لگانا ہے۔

۶۸: روزہ کس طرح رکھا جاتا ہے؟

اسلامی کیلنڈر میں رمضان کے مہینے میں ہر روز صبح روشنی سے پہلے سورج غروب ہونے تک کھانے پینے اور جنسی اختلاط سے اجتناب پر مشتمل ہے۔ صبح سے پہلے جب ابھی اندھیرا ہو تو آپ کچھ کھا لیتے ہیں اور اس کے بعد آپ کچھ بھی کھا پی نہیں سکتے جب تک کہ سورج غروب ہونے پر روزہ ختم نہ ہو جائے۔ روزے کے اوقات کے دوران آگے سے بڑھ کر کوشش کرنی چاہیے کہ انسان دوسروں کا زیادہ ہمدرد، فیاض اور مددگار رہو اور ہر اُس چیز سے اجتناب کرئے جس سے کسی کو نُقصان پہنچ سکتا ہو۔

۶۹: کیا ہر مسلمان کو رمضان میں روزہ رکھنا پڑتا ہے؟

ہر صحتمند اور بالغ مسلمان، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، کے لئے رمضان میں روزہ رکھنا ضروری ہے۔ جو کوئی بیمار ہو یا ہو جائے یا سفر پر ہو تو اُن کے لئے روزہ ضروری نہیں لیکن رمضان کے بعد اُن کے لئے ضروری ہے کہ وہ چھوڑے گئے روزے مُکمل کرئے۔ ایسے لوگ جو بالکل روزہ نہ رکھ سکتے ہوں جیسا کہ بوڑھے، لمبے عرصہ کے لئے صاحب فراش، خواتین جو حاملہ ہوں یا بچوں کو اپنا دودھ پلا رہی ہوں وغیرہ وہ روزے کے بدلے فدیہ دے سکتے ہیں۔ یہ ہر چھوڑے ہوئے روزہ کے بدلے ایک غریب کو کھانا کھلانا ہے۔

۷۰: روزہ ناجائز خواہشات جن کا نتیجہ بُرے اعمال ہوتا ہے اُن سے اجتناب میں کس طرح مدد کرتا ہے؟

روزے کے دوران ایک شخص کھانا یا پینا چاہتا ہے لیکن وہ اپنی اس خواہش کا، جو دوسری کسی بھی خواہش سے شدید تر ہوتی ہے، کا مُقابلہ خدا کی تابعداری کے لئے کرتا ہے۔ یہ روزانہ کی تربیت جو پورا مہینہ جاری رہتی ہے وہ ناجائز خواہشات کے خلاف جو بُرے اعمال کا مُحرک بنتی ہیں انسان کی قوت مدافعت کو تقویت پہنچاتی ہے۔ یہ اِسی طرح ہے کہ جیسے جسمانی ورزش جسم کو مضبوط بناتی ہے اور اِس میں بیماریوں کے خلاف آسانی سے مدافعت کی قوت پیدا کرتی ہے۔

۷۱: کیا روزے کے اور اخلاقی فائدے بھی ہیں؟

جی ہاں۔ اول تو روزے سے انسان کو خدا کی قربت حاصل ہوتی ہے کیونکہ جب اُسے بھوک یا پیاس محسوس ہوتی ہے تو صرف خدا کی قربت کا احساس ہی اُسے اپنی خواہشات پوری کرنے سے روکتا ہے۔ اس طرح وہ محسوس کرتا ہے کہ خدا اُس کے نزدیک ہے۔ دوم روزے سے انسان کو مشکلات میں ثابت قدمی کا سبق ملتا ہے، اس لئے کہ جب وہ روزے سے ہو تو انسان کو یہی کرنا پڑتا ہے۔ سوم، روزہ ہمیں سبق دیتا ہے کہ ہم کھانے پینے کی چیزوں کی، جو ہمیں بڑی آسانی سے میسر آ جاتی ہیں، قدر کریں، جن کی ہم عام طور پر قدر نہیں کرتے۔ چہارم، اس سے لالچ کے جذبات کو روک ملتی ہے جو اُس وقت ہمارے اندر پرورش پاتے ہیں جب کہ ہمارے پاس ضرورت کی ہر چیز ہو لیکن ہم پھر بھی اور زیادہ چیزوں کی تمنا کرتے رہیں۔

۷۲: روزہ ہمیں کیا سبق دیتا ہے کہ دوسروں سے کیسا سلوک کرنا چاہیے؟

اس سے ہمیں اُن کے جذبات اور تکلیف کا احساس ہوتا ہے جنہیں یہ چیزیں میسر نہیں اور جو غریب ہیں۔ روزہ رکھنے کا ایک انتہائی اہم مقصد یہ ہے کہ ہم یہ سبق سیکھیں کہ ہمیں اپنی خواہشات کو نظرانداز کر کے دوسروں کی ضروریات کا خیال کرنا چاہیے۔ اسی لئے رمضان میں ہر طرح کے رفاحی اور خیراتی کام پہلے سے بڑھ کر کرنے کی خاص طور پر حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ روزے کے وقت اپنا کھانے پینے کا حق چھوڑ کر ہم اپنے آپ کو اس بات کی تربیت دیتے ہیں کہ دوسروں کی مدد اور خدمت کے لئے ہمیں اپنے حقوق رضا کارانہ طور پر بھی چھوڑنے پڑیں تو چھوڑ دیں۔